

# مسیحی عالم الکلام اور مسلمان

((بر صفیر کے تناظر میں))

ڈاکٹر محمد عبداللہ \*

اکر سیکھی مآخذ پر اعتقاد کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ بر صفیر میں میسیحیت کی آمد بہت قدیم ہے۔ (۱) تاہم باقاعدہ میکی آبادی کا پتہ چوتھی صدی عیسوی میں ملتا ہے جب کہ شامی خاندان کے کچھ میکی ہندوستان کے ساحل مالا بار پر آباد ہو گئے۔ مالا بار کے مقامی راجاؤں نے ان سے بہت اچھا سلوک کیا اور ان کو غیر معمولی مراعات دیں۔

تجارتی اغراض و مقاصد کے لیے سب سے پہلے پندرھویں صدی عیسوی میں پر نکیزی آئے جو کالی کٹ میں لنگر انداز ہوئے مگر انہوں نے اسی علاقے پر قناعت نہ کی بلکہ اپنی تو سیع پسندانہ سرگرمیوں کے نتیجے میں مفری ساحل کے دیگر علاقوں پر بھی قابض ہو گئے۔ پر نکیزیوں نے مغل حکمرانوں خصوصاً جلال الدین اکبر پر اثر انداز ہونے کی پوری کوشش کی اور اکبر کی نام نہاد، وسیع المشربی، کے نتیجے میں گواہے مختلف اوقات میں تین میکی و فود بھی اس کے دربار میں باریاب ہوئے (۲) مذکورہ وفود کے قیام و تعلیمات کا اکبر کی شخصیت پر گہرا اثر ہوا جس کا اظہار در بارا کبری کے معروف مؤرخ مل عبد القادر بدایوی نے بھی کیا ہے۔ (۳)

شہنشاہ چہانگیر کے دور میں برطانیہ سے سرطا مس رو، کا بطور سفیر ہن کر آتا ہندوستان کی میکی تاریخ میں نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ میکی مؤرخین مذکورہ سفیر کی آمد کو بر صفیر پاک و ہند میں میسیحیت کا باقاعدہ نقش اڈل، گردانستہ ہیں جس کی بدولت یا سی و تجارتی اثر و سوچ کا آغاز ہوا۔ (۴)

اگرچہ بر صفیر میں تجارت کی غرض سے عہد مغلیہ میں دیگر ممالک کے باشندے مثلًا پر نکیزی، ولندیزی، فرانسیسی وغیرہ بھی آئے مگر جو عروج بر طانوی تجارتی کمپنی، ایسٹ انڈیا کمپنی، کو حاصل ہوا وہ کسی اور کھصے میں نہیں آیا بعد ازاں بھی تجارتی کمپنی ملک کی سیاہ و سفید کی مالک بن گئی۔

اور نگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد وہ قیامت برپا ہوئی کہ ملک کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور یورپ کی وہی سفید فام طاقتیں جن پر عالمگیر کے دادا، پڑا دادا نے مہربانیوں اور شاہانہ عنایات کی بارش کی تھی جن کو شاہجہان نے شکنجه تادیب میں کسا تھا۔ جن کو عالمگیر نے پہلے ملک بدر کر دیا تھا پھر معاف کر کے تجارت کی اجازت دی تھی ابھی سو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ عالمگیر کی راجدھانی پر اس کا سلطنت ہو گیا اور عالمگیر کا پوتا (شاہ عالم) اس کا وظیفہ خوار ہوا۔ (۵)

چنانچہ بر صیر پر انگریزوں کے اس ہمگیر سلطنت کا ایک اہم مقصد مسیحی تعلیمات کا فروغ اور مقامی آبادی کو عیسائی بنانا بھی تھا۔ اس امر کا اعتراف مسٹر مینٹنگز کے اس بیان سے ہوتا ہے جو اس نے برطانوی پارلیمنٹ میں 1857ء میں دیا، اس کے مطابق:

”قدرت نے ہندوستان کی وسیع سلطنت انگلستان کو تفویض کی ہے تا کہ مُحَمَّد کا جہنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک فاتحانہ لہرائے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی قوت صرف کر دے تا کہ تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کا کام جاری رکھنے میں کسی وجہ سے کوئی تعویق نہ ہو سکے۔“ (۶)

اگرچہ 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ہزیست کے بعد تو انگریزوں کا راستہ بالکل صاف ہو گیا تھا تاہم بر صیر میسیحیت کی توسعہ و اشاعت کا آغاز بہت پہلے سے ہو چکا تھا۔ فروغ مسیحیت کا پہلا سرکاری منصوبہ اس وقت سامنے آیا جب لاڑ منشو کے عہد میں چارڑا یکٹ 1813ء منظور ہوا جس کے تحت مسیحی متادوں کو مشتری سرگرمیوں کے لیے باقاعدہ اجازت نامے جاری ہوئے اور مشتری سرگرمیاں فروغ پانے لگیں (۷) مسلمان ان طریقوں سے خوش نہیں تھے جو مسیحی مبلغین نے اختیار کیے تھے۔ ان کے اصول کا کار تو ہیں آمیز اور بھوئڑے تھے۔ انسیوں صدی کے پہلے نصف میں کمپنی کے دیوانی اور فوجی حکام میں تبلیغی جوش و خروش عام تھا بعض اوقات خود مقامی حکام مسیحی مبلغوں کی حیثیت سے کام کرتے تھے اور ان کے لیے یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کہ مسلمان اور ہندوؤں کے نہیں اجتماعات اور جلسوں میں چلے جائیں اور سامعین کے سامنے کھڑے ہو کر گالیوں کی بوجھاڑ کرنے کے ساتھ ان کی نہ ہبی غلطیاں ظاہر کرنے لگیں۔

فرانسیسی مستشرق گار ساں دتا کی لکھتے ہیں:

”مسیحی مبلغین اپنا نہ بھی جوش ظاہر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، چنانچہ میلوں کے موقعوں پر جو مذہبی اور تجارتی دلوں اہمیت رکھتے تھے ہندوستانیوں کے جم غیر میں اپنا خیمد لگایتے وہاں تقریر اور وعظ کرتے اور رسائل تقیم کرتے.....“ (۸)

سرید احمد خان جو انگریزوں اور مسیحیوں کے لیے زرم گوشہ رکھتے تھے انہوں نے بھی ایسے حالات و اقدامات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”مشنری سکول بہت جاری ہوئے اور ان میں مذہبی تعلیم شروع ہوئی سب لوگ کہتے تھے کہ یہ سرکار کی طرف سے میں بعض اضلاع میں بہت بڑے بڑے عالی قدر حکام معتمدان سکولوں میں جاتے تھے اور لوگوں کو اس میں داخل اور شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے امتحان مذہبی کتابوں سے لیا جاتا تھا طالب علموں سے جواز کے کم عمر ہوتے ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارا خدا کون ہے؟ تمہارا نجات دینے والا کون ہے؟ اور جب وہ عیسائی مذہب کے مطابق جواب دیتے تو اس پر ان کو انعام ملتا۔“ (۹)

سید ابو الحسن علی ندویؒ نے ان حالات کا نقشہ اپنے الفاظ میں یوں کھینچا ہے:

”یورپ کی مسیحی مشتریاں پوری آزادی کے ساتھ حکومت وقت کی سربراہی اور کفالت میں شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں اپنے جال بچھائے ہوئے تھیں، ہزاروں کی تعداد میں عیسائی مبلغین ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے یعنکڑوں ناخواندہ اور نیم تعلیم یافتہ افراد اقبال مند فاتح قوم کا مذہب اختیار کر رہے تھے اور ان کی ظاہری شان و شوکت، حکومت اور قوت کمزور اور ناخواندہ افراد کے نزدیک حقانیت کی دلیل تھی۔“ (۱۰)

تاریخ اسلام اس امر پر شاہد ہے کہ علماء اسلام نے ہر دور میں باطل فرق و مذاہب کا تعاقب کیا ہے اور اس دور کے حالات کے پیش نظر ان کے انکار و خیالات کا رد کیا ہے۔ بر صغیر کے مذکورہ مذہبی اور سیاسی تناظر میں بلا مبالغہ یہ بات کبھی جا سکتی ہے کہ اٹھاڑ ہویں اور انہیسوں صدی عیسوی مسیحی علم الکلام کے عروج کی صدیاں ہیں

جس کی بڑی وجہ حکومت وقت کی تائید اور پشت پناہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی مناد مسلمانوں پر جارحانہ طریقے سے حملہ کر رہے تھے۔ اس علمی و مذہبی جارحیت کے اہم نکات یہ تھے:

- ① قرآن مجید اصل نہیں بلکہ اس میں تحریف ہوئی ہے۔
- ② قرآن مجید میں کوئی نئی پیغام نہیں بلکہ توریت و زبور سے سرقہ کی گئی ہے۔
- ③ کتاب مقدس (Bible) کے مطالب قرآن و حدیث کے خلاف ہیں اس لیے قرآن کتاب الہی نہیں۔
- ④ اسلام کی اشاعت بزور شیشہر ہوئی ہے۔
- ⑤ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر ادرامات اور ناروا اعتراضات۔ (۱۱)

اس کے برعکس مسیحی اپنے عقائد و تعلیمات مثلاً الوہیت مسیح، ابہیت مسیح، تیلیٹ، کفارہ اور کتاب مقدس کی حقانیت کو ثابت کرنے پر تلمیز ہوئے تھے اور بڑی تعداد میں نہ صرف کتب شائع ہو رہی تھیں۔ بلکہ رسائل و مجلات بھی جاری ہو رہے تھے۔

آئندہ صفات میں ان علماء کرام کی مسائی جیلیہ کا ایک محقر جائزہ پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے بر صیر میں اس نازک دور میں مسیحی علم اکلام پر قلم اٹھایا اور اپنے زبان و قلم دونوں سے اسلام کے دفاع کا فرضہ سرانجام دیا اور مسیحیت کے باطل عقائد و نظریات کا پروڈھ چاک کیا۔

## ① سید آل حسن موبہنی (۱۸۲۷ء - ۱۸۷۷ء)

سید آل حسن قصبه موبہن ضلع آناؤ کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے بعد منصفی کے عہدے پر فائز رہے بعد ازاں ولی اور مراد آباد میں وکالت بھی کرتے رہے۔ مولانا حسرت موبہنی کے پڑنا تھے بر صیر میں مسیحی علم اکلام پر اولاد میں قلم اٹھانے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے چنانچہ امداد صابری لکھتے ہیں:

”مولانا آل حسن نے پادری فانڈر کی کتاب میزان الحق مطبوعہ ۱۸۳۳ء اور پادری

اسمعھ کی کتاب دین حق مطبوعہ ۱۸۳۳ء کے جواب میں ۱۲۵۹ھ میں ”استفسار“ کے

نام سے ایک کتاب طبع کرائی۔ جو بڑے سائز کے آٹھ سو صفحات پر مشتمل تھی۔ یہ کتاب تحقیق و معلومات اور دلائل و برائین کے اعتبار سے کتب رذنصالہ میں افضلیت کا درجہ رکھتی ہے۔“ (۱۲)

مولانا سید آں حسن موبہانی نے عیسائیوں پر جو اعتراضات استفسار کی صورت میں کیے ان کی تعداد اٹھاڑہ ہے بعد میں آنے والے مسلمان متكلمین نے اس سے خوب استفادہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ڈاکٹر خالد محمود کے خیال میں بعد میں لکھی جانے والی اسلامی کتابوں (علم الكلام) میں ہر قسم کی حیثیت رکھتی ہے۔ (۱۳) سید آں حسن موبہانی نے مذکورہ کتاب مقدسہ (Bible) کے حوالے سے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر کلام کیا ہے:

- ① توریت میں بعض روایتیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ اس سے ساری شریعت اسرائیلیہ کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔
- ② خدا کے کلام میں دوسرے کلام ملنے سے کتاب اللہ کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔
- ③ انا جیل کی روایتوں کے اسناد کا پتہ نہیں لگتا اور روایتوں میں بھی اختلاف ہے۔
- ④ انا جیل کی تالیف ایسی ہے جیسے ہمارے ”شوہد الدبوۃ“ ہے جو قرآن کی طرح جمع نہیں ہوئے۔
- ⑤ توریت کی عزراء نبی کے عہد سے بطیموس کے عہد تک اور عہد جدید کے حواریوں کے عہد سے قسطنطین کے زمانہ تک کی سندیں کسی عیسائی عالم کے پاس نہیں۔ (۱۴)

مولانا آں حسن موبہانی کو مناظرے میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا لیکن آپ کو غصہ بہت جلد آ جاتا تھا اس لیے تقریری مناظرہ سے احتراز کرتے تھے۔ اسی بناء پر آپ کا تحریری مناظرہ پادری فائزہ کے ساتھ 22 جولائی 1844ء سے فروری 1854ء تک جاری رہا ان مراسلوں کی تعداد گیارہ ہے۔ جو فریقین کی جانب سے سوال و جواب کی صورت میں لکھے گئے۔ ان مراسلوں میں دو باتوں کا نہایت اہتمام نظر آیا ہے۔ ایک طرف فریقی مخالف کا ادب و احترام اور دوسرے حضور اکرم ﷺ سے عقیدت و محبت۔ مثال کے طور پر 17 اگست 1844ء کے ایک مراسلہ میں پادری فائزہ کو لکھتے ہیں:

”ہمارے پیغمبر خدا کا نام یا لقب تنظیم سے لینا اگر منظور نہ ہو تو اس طرح لکھیے :

تمہارے نبی یا مسلمانوں کے نبی اور صیغہ افعال کے یا ضمائر جوان کے متعلق آؤں تو

بصیغہ جمع میں لکھیے۔ جیسا کہ اہل زبان بولتے ہیں درستہ ہم سے بات چیت نہ کی جائے۔ اور نہایت رنج ہوگا۔” (۱۵)

## ② ڈاکٹر محمد وزیر خان (م: ۱۸۷۳ء)

ڈاکٹر محمد وزیر خان صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ میڈیکل کالج کلکتہ سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے لندن روانہ ہوئے۔ وہیں مطالعہ مسیحیت میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ انگریزی زبان پر مہارت ہی نہیں بلکہ مسیحیت کے انگریزی ادب پر گہری نظر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ لندن سے واپسی پر قورات و انجلی کے قدیم نسخے اور ان پر کی گئی تقدیمیں اپنے ساتھ ہندوستان لائے۔ ڈاکٹر موصوف نے ہندوستان میں مسیحیت کے تحقیقی مطالعہ کی بنیاد رکھی اور اصل مآخذ کے ذریعے یہود و نصاریٰ کی کتب تک رسائی حاصل کی۔ آگرہ کی جامع مسجد میں علماء باقاعدہ ان سے درس لیتے تھے اور یہ سلسلہ چار سال تک جاری رہا۔ (۱۶)

اگرچہ مسیحی علم الكلام پر آپ کی باقاعدہ تالیف تو نہیں ہے تاہم متعدد مناظروں میں آپ نے حصہ لیا ہے۔ ۱۸۵۴ء کا معروف مناظرہ، مناظرہ اکبر آباد، میں مولانا رحمت اللہ کیر انوی کی معاونت آپ نے کی۔ علاوہ ازیں پادری فرنچ سے بھی مناظرہ کیا۔ پادری فائزر سے مئی تا اگست ۱۸۵۲ء مناظرہ اکبر آباد کے سلسلے میں خط و کتابت ہوئی جو رواداد کی شکل میں محفوظ ہے۔ (۱۷)

## ③ مولانا رحمت اللہ کیر انوی (۱۸۹۱ء - ۱۸۱۸ء)

مولانا رحمت اللہ کیر انوی ہندوستان میں عثمانی خاندان کے چشم و چراغ اور کیرانہ ضلع منظفر نگر کے باشندے ہیں۔ (۱۸) آپ نے دفاع اسلام کا فریضہ ایسے وقت میں سرانجام دیا جب کہ برطانوی انتداب کا سورج نصف النہار پر تھا اور جرمون پادری فائزر (C.G. PFANDER) کو حکومت وقت کی مکمل سرپرستی اور پشت پناہی حاصل تھی۔ (۱۹) پادری فائزر نے مندرجہ ذیل کتب اسلام اور مسیحی تناظر میں تالیف کیں:

② طریق الحیات

④ میزان الحق

① مفتاح الاسرار

③ شجر زندگانی

اگرچہ اس کی جملہ کتب اسلام، غیر اسلام اور قرآن حکیم پر غیر معمولی اعتراضات پر مبنی تھیں۔ تاہم مُؤخر الذکر کتاب جس کے عربی، فارسی اور انگریزی میں تراجم ہوئے بطور خاص مسلمانوں کے سامنے بطور چینخ کے پیش کرتا تھا۔ (۲۰)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ابتدأ تو اپنے مختصر رسائل اور بعض میں پادری مذکور کے اعتراضات کا جواب دیا اور دین اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔ تاہم انہوں نے یہ محسوس کیا کہ جب تک پادری موصوف سے بال مشافہ گفتگو ہو اور مجمع عام میں بحث نہ ہو اس وقت تک پادری فائزہ رکاوٹ رجوب ناممکن ہے۔ چنانچہ پادری موصوف سے طویل خط و کتابت کے بعد مناظرے کی شرائط طے پائیں اور مناظرے کے لیے مندرجہ ذیل موضوعات طے ہوئے:

- ② تحریف بابل
- ③ سنتیث اور الوبیت سعی
- ④ اثبات بہوت محمدی۔

یہ تاریخی مناظرہ جو مناظرہ اکبر آباد کے نام سے بھی معروف ہے، اپریل 1852ء میں قسیس اعظم فائزہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے درمیان ہوا۔ پادری فائزہ کی معاونت پادری فرجی اور مولانا کیرانوی کی معاونت ڈاکٹر وزیر خان نے کی۔ مجمع عام میں معزز زین، علماء کرام اور اعیان حکومت شامل تھے۔ ہر دو فریقین کی طرف سے حکم مقرر کیے گئے۔ طے شدہ عنوانات پر دور و زیک بحث ہوئی تاہم صرف دو عنوانات پر بحث ہو سکی اور پھر باوجود کوشش کے یہ بحث جاری نہ رہ سکی۔ اس مناظرہ میں مجمع عام کے سامنے پادری فائزہ نے انہیں میں تحریف کا اقرار کیا (۲۱) (۲۲) مناظرہ کے اثرات و نتائج کے بارے میں سید ابو الحسن علی ندوی رقم طراز ہیں:

”حضرت مولانا کیرانوی نے یہ خدمت ایسے زمانہ میں انجام دی جو مسلمانوں کے لیے انتہائی نازک اور صبر آزماتا تھا۔ ان کا تحریف وہ تھا جس کو زمانہ کے سب سے بڑے فاتح گروہ کی پشت پناہی حاصل تھی اور وہ بڑی طاقت اس کی سر پرست تھی جس کے زمانے میں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا اور جس کے تہذین، تہذیب اور تعلیم کی پوری دنیا میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔“ (۲۳)

مولانا رحمت اللہ کی را نوی کی مسیحی علم الکلام پر مندرجہ ذیل تقنیفات ہیں۔

① الجھ الشریف فی اثبات الحج و التحریف

② حسن الحدیث فی ابطال التئییث

③ ازالۃ الاوہام: یہ کتاب مولانا نے فارسی میں تالیف کی بعد ازاں عوام الناس کی ضرورت کے پیش نظر خود ہی اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اس میں حضور اکرم ﷺ کی نبوت و معجزات پر مسیحی معارضین کا جواب دیا گیا ہے۔

④ اعجاز عیسوی: اس کتاب کے پہلے حصے میں کتب مقدسہ (تورات و انجلیل) کی تحریفات پر مفصل بحث ہے جب کہ دوسرے حصے میں میران الحق کے بعض مباحث کا جواب ہے۔  
مولانا نقی عثمانی مذکورہ کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اس میں انہوں نے تحریف با بل پر سب سے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہے اور اس لحاظ سے اس کتاب کی کوئی نظری عربی، فارسی یا اردو ادب میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ انگریزی زبان کی کسی کتاب میں بھی اتنے استقصاء کے ساتھ بائنس کے تضادات، غلطیوں اور تحریفات کا بیان میری نظر سے نہیں گذرتا۔“ (۲۲)

⑤ ازالۃ الشکوک: یہ کتاب بنیادی طور پر مسیحیوں کے 29 سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے جو مولانا نے ولی عہد مرزا فخر الدین کے حکم پر تحریر کیے۔ (۲۵)

⑥ اظہار الحق: مسیحی علم الکلام پر مولانا کی سب سے زیادہ خصیم اور معروف کتاب ”اظہار الحق“ ہے۔ جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے بنیادی مآخذ کی حامل ہے۔ مذکورہ کتاب مولانا نے قطبندیہ (ترکی) میں چھ ماہ کے قابل عرصہ میں 1823ء میں سلطان عبدالعزیز خان کے حکم پر قطبندی کی یہ کتاب ایک مقدمہ اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابواب کے عنوانات یہ ہیں:

پہلا باب : بیان و تفصیل کتب عہد قدیم و جدید۔

دوسرہ باب : بیان و تفصیل اثبات تحریف کتب عہد قدیم و جدید۔

تیریاب	: بیان و تفصیل اثبات لخ کتب عہد قدیم و جدید۔
چو تھا باب	: بیان و تفصیل، ابطال تسلیث۔
پانچواں باب	: قرآن حکیم کا مجرہ و کلام اللہ ہونا۔
چھٹا باب	: اثبات نبوت محمد اور مسیحی مفترضین کے جوابات۔

اطہار الحق کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی آٹھ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے اور اب تک دس سے زائد طبعات منصہ شہود پر آچکی ہیں جب کہ اردو زبان میں ترجمہ ”بائل سے قرآن تک“ کے نام سے مولانا اکبر علی سہارن پوری نے کیا ہے اور مولانا تقی عثمانی نے مذکورہ ترجمہ کو عام فہم بنا کر شائع کیا ہے۔ (۲۶) مذکورہ کتاب کی قدر و قیمت کے بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رائے یہ ہے:

”میں اپنے بھپن سے کتاب اطہار الحق کا نام سنتا رہا ہوں اور اس کی تعریف ان الفاظ میں کہ وہ ایک الہامی کتاب ہے مطالعے اور عمر کے ساتھ کتاب اور مؤلف سے میری عقیدت اور میرا علم المتقین بڑھتے ہی رہے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے جس زمانہ میں یہ کتاب تالیف کی اس زمامہ میں عیسائی لٹریچر اسلامی زبانوں میں نہ ہونے کے برابر تھا اور پھر مسلمان اور خصوصاً علماء فرقگی زبانوں سے نابلد تھے۔ ایسے میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا استنبول میں بیٹھ کر ایسی کتاب لکھ دینا جس سے بہتر تو کیا اس کے برابر بھی چودھویں صدی میں با وجود اتنے علمی و تحقیقی وسائل کے نامکن ہے یہ مولانا کی کرامت سے کم نہیں۔ مولانا کی سوسو بریں پہلے کی لکھی ہوئی کتاب آج بھی تقریباً حرفاً لخیر کی حیثیت رکھتی ہے۔“ (۲۷)

سید ابو الحسن علی ندوی رقم طراز ہیں:

”اطہار الحق میں، مؤلف نے دفاعی مؤقف کی بجائے حملہ آور ہونے کا مؤقف اختیار کیا ہے اور یہ مؤقف بہت سی کارآمد ہوتا ہے کہ حریف کو دفاعی پوزیشن میں ڈال دیا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ ملزم کے کٹھرے میں کھڑا ہو اور اپنی صفائی پیش کرے۔

پہلے علماء نے اس بات کو محسوس نہیں کیا تھا اور تورات و انجیل اور قرآن کو ہم پلہ سمجھ کر گفتگو کرتے تھے اس طرح ان صحیفوں کو وہ اہمیت حاصل ہو جاتی جس کے وہ یقیناً مستحق نہ تھے حالانکہ خود حالمیں تورات و انجیل یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن کی طرح بغیر کسی تغیر و تبدل کے آسمانی صحیفوں کا امتیاز ان میں پایا جاتا ہے۔” (۲۸)

شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں:

”علمی تصنیف کے میدان میں ان کا بڑا کارنامہ اظہار الحق ہے جسے انہوں نے پادری فائزہ کی کتاب میزان الحق کے جواب میں لکھا اور جو مسیحی مतرضین کے اعتراضات میں آج بھی اسلامی دنیا کی بہترین تصنیف کبھی جاتی ہے۔“ (۲۹)

**مولانا محمد قاسم نانوتوئی (۱۲۲۸ھ - ۱۲۶۷ھ)**

جمعۃ الاسلام، مولانا محمد قاسم نانوتوئی، دارالعلوم دیوبند کے بانی اور مولانا کیرانویؒ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے بھی باطل فرقوں خصوصاً نصاریٰ، آریہ کی تردید اور دین حق کی ترویج میں بڑھ چڑھ کی حصہ لیا۔ آپ نے مقدمہ ”انتصار الاسلام“ میں انہی کلامی مسائل پر بحث کی ہے۔

آپ کے نمایاں مناظرے مندرجہ ذیل ہیں:

## ① چاند پور کے مذہبی اجتماع میں مباحثہ

شاہ جہان پور سے پانچ میل کے فاصلے پر چاند پور نامی قصبہ تھا، جس میں ۱۸۷۶ء میں مذہبی جلسہ بنام ”میلہ خداشائی“ مقرر کیا، مسلمانوں، مسیحیوں اور ہندوؤں کا باہمی مباحثہ طے پایا، لالہ جی کمال ہوشیاری سے باہر ہو گئے۔ اصل گفتگو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوئی۔ عیسائیوں کی طرف سے دیگر پادریوں کے علاوہ فرنگی پادری نوں بھی تھے جو چوٹی کے مناظر تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے مولانا محمد قاسم نانوتوئیؒ، مولانا محمود الحسنؒ اور ابوالمنصور دھلویؒ تھے۔ پہلے دن پادری نے گفتگو کی دوسرے دن مولانا نے حقانیت اسلام پر وہ دلائل دیئے کہ پادری باہم کہتے تھے کہ ہم مغلوب ہو گئے۔ (۳۰)

## ② شاہجہان پور کا اجتماع

اس مناظرہ کے دو سال بعد ۱۸۷۸ء میں اہل اسلام اور باطل فرقوں کا مباحثہ طے ہوا جس میں پنڈت دیاندر سوتی، مشی اندرمن، پادری جی اُسکارٹ اور پادری نولس نے حصہ لیا، یہاں بھی لائے وقت کی نزاکت سے فائدہ اٹھا گئے، اصل گفتگو مولا نا محمد قاسم نا نوتوئی اور پادریوں کے درمیان ہوئی، مولا نا نے ایسے عقلی و نقلي دلائل دیے کہ پادریوں سے کوئی جواب نہ بن پڑا، مشی پیارے لال نے کہا کہ:

”مولانا قاسم کا حال کیا بیان کیجئے ان کے دل پر علم کی دیوبی يول رہی تھی۔“ (۳۱)

علاوه ازیں مولا نا محمد قاسم نا نوتوئی نے ایک پادری تاراچند سے بھی مناظرہ کیا۔

### مولانا ابوالمحصور، ناصر الدین دھلوی (۱۹۰۳ء - ۱۸۲۳ء)

مولانا سید ناصر الدین کا اصل وطن قصبه سید آباد عرف درائی پور تھا۔ مگر ان کے والد سید محمد علی ناگ پور ریز یونیورسٹی میں فتحی تھی۔ مروجہ علوم اپنے والد اور دادا سے حاصل کیے بعد ازاں کچھ عرصہ نواب جہانگیر خاں ریس بھوپال کی مصاہبত میں رہے۔ اس کے علاوہ عمر بھر کوئی ملازمت نہ کی اور ہم تین تصنیف و تالیف اور تبلیغ میں معروف رہے۔ زندگی کا ایک حصہ انہوں نے دہلی میں گزارا۔ اسی کے باعث دہلوی کہلوائے اور یہیں فوت ہوئے (۳۲) مولا نا ابوالمحصور دہلوی کی مندرجہ ذیل کتب مطالعہ میسیحیت کے حوالے سے یادگار ہیں:

۱۔ نوید جاوید: نصرت المطابع دہلی، ۱۲۹۶ء، صفحات ۶۳۲ (اسلام پر ان اعتراضات کا جواب ہے جو از روئے عقل کیے جاتے ہیں۔)

۲۔ عقوبة الظالمین: نصرت المطابع دہلی، ۱۸۶۵ء صفحات ۱۹۶، (پادری عما الدین کی کتاب ہدایت اسلامیں کا جواب ہے جو مولا نا رحمت اللہ کیر انوی کی ابیاز عیسوی کی تردید میں تالیف کی گئی ہے۔)

۳۔ لحن داؤ دی: میسور پر لیں دہلی، ۱۲۸۹ء، صفحات ۳۲، (پادری عما الدین اور مجتهد لکھنؤی کے درمیان تحریری مناظرہ ہوا جسے پادری نے نغمہ طبوری کے نام سے مرتب کیا۔ مجتهد لکھنؤی مولا نا ابوالمحصور نے نغمہ طبوری کا جواب لحن داؤ دی تحریر کیا۔)

- ۴۔ صحیح التاویل: (پادری عادالدین کی تفسیر مکاشفات پر تقدیم و تبصرہ ہے)
- ۵۔ استیصال: نصرت المطابع ۱۲۹۱ھ، صفحات ۷۶، (پادری رام چندر کے رسالہ حق الدجال پر حاکمہ ہے)
- ۶۔ اعزاز قرآن: (پادری رام چندر کے رسالہ اعزاز قرآن پر تقدیم و تبصرہ ہے)
- ۷۔ انعام عام: مطبع فاروقی دہلی، ۱۲۹۳ھ، صفحات ۲۸، (پادری رجب علی کے رسالہ آئینہ اسلام کا جواب ہے۔)
- ۸۔ انعام الخصم: نصرت المطابع دہلی، ۱۲۹۳ھ، صفحات ۱۲۸، (پادری راجرز کی تالیف تفتیش الاسلام کا جواب ہے۔)
- ۹۔ میزان الگیر ان: نصرت المطابع دہلی، ۱۲۹۲ھ، صفحات ۱۶۰، (مولانا ابوالمحصون نے اس کتاب میں پادری فائز کی تالیف میزان الحق کا جواب دیا ہے۔)
- ۱۰۔ مصباح الابرار: نصرت المطابع دہلی، (پادری فائز کی تالیف مفتح الاسرار کا جواب ہے۔)
- ۱۱۔ رقیمة الوداد: نصرت المطابع دہلی، ۱۲۹۷ھ، صفحات ۲۷، ۲۸، (پادری صدر علی کے رسالہ نیاز نامہ کا جواب ہے۔)
- ۱۲۔ حرز زبان: پادری عبد اللہ آنھم کے رسالہ اصلیت قرآن کا جواب ہے۔
- ۱۳۔ تبیان: پادری صاحبان کے بارہ سوالوں کا جواب ہے۔
- ۱۴۔ احسن الدلیل فی معلومات توریت و نجیل۔
- ۱۵۔ تشویش القسیس: رسالہ اصل و افزائش وزوال دین محمدی کا جواب ہے۔
- ۱۶۔ ضمیمه شقیع البیان۔ (۳۳)

## مولانا عبد الحق حقانی (۱۸۲۹ء۔ ۱۹۱۷ء)

فن مناظرہ میں خاص ملکہ حاصل تھا اسی وجہ سے امام المناظرین کہلوائے، ابتدأ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تبلیغی شعبۂ قائم کیا۔ بعد ازاں مسحی مشنریوں کا جواب دینے کے لیے خاص خاص مسلمانوں کو اکٹھا کیا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں مولانا ہی کے زیر صدارت، انجمن حمایت اسلام قائم ہوئی۔

مولانا نے مناظرہ کے میدان میں خاص طور پر رونصاری میں بہت سے کتب و رسائل تصنیف کیے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

- ① البیان فی علوم القرآن: یقینی تفسیر حقانی کا نخینم مقدمہ ہے جس میں نہ صرف قرآنی علوم کی مبادیات پر بحث کی گئی ہے بلکہ اس دور کے تہذیبی اور کلامی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔
- ② فتح النان المعرفہ بِ تفسیر حقانی: انیسویں صدی کی ابتداء ہی سے ایک طرف عیسائیوں نے اسلام اور قرآن کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور دوسری طرف سائنسی ترقیوں سے مرعوب ہو کر بعض لوگوں کا خیال تھا کہ قرآن سائنسی تعلیمات کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں ان دونوں پہلوؤں سے بالخصوص اور دیگر کلامی مباحث سے بالعلوم اعتماء کیا ہے۔
- ③ تحریف القرآن: مطبع بھبھائی دہلی، ۱۲۹۵ھ، صفحات ۲۰، (ماستر رام چندر کے رسالہ تحریف القرآن کا جواب ہے)۔
- ④ احقاق حق۔
- ⑤ شہاب ثاقب۔
- ⑥ عقائد الاسلام۔

## مولانا سید محمد علی مونگیریؒ (۱۸۳۶ء۔ ۱۹۲۷ء)

ندوۃ العلماء کے بانی، محمد علی مونگیری کی علمی اور فقہی بصیرت کا اعتراف حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے بھی کیا ہے۔ ۱۸۸۳ء میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی جو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پورے عالم اسلام کا ایک منفرد ادارہ تھا۔ کمالات محمدیہ، سے پڑتے چلتے ہے کہ مولانا کو عیسائیت کے خطره کا علم اس وقت ہوا جب مدرسہ علی گڑھ کے دو طالب علم پادری عما الدین کے پیدا کردہ شکوہ و شہباد کا شکار ہو گئے۔ آپ نے انہیں دلائل سے قائل کر لیا اور مولانا آں حسن کی تالیف، استفسار، کامطالعہ تجویز کیا۔ (۲۵)

میسیحیوں کے خلاف اسلام پر پیگنڈے کا جواب دینے کے لیے ۱۸۷۳ء میں ایک اخبار "منشور محمدی" بھی جاری کرایا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مولانا رحمت اللہ کیر انوئی کے لیے معاون و مددگار اکٹروزیر خاں کو کھڑا کیا اسی طرح مولانا محمد علی کے لیے شیخ مولا بخش کو کھڑا کر دیا۔ شیخ مولا بخش نے اس امر کا صاف اعتراف کیا ہے جو کچھ ہے سب مولانا کا فیض اور برکت ہے۔ مزید لکھتے ہیں:

"مولانا رحمت اللہ کیر انوئی" کے بعد علماء میں سے بھر مولانا ممدوح کے کسی کو کامل توجہ اس طرف نہیں ہوئی مولانا ممدوح کی تحریر میں بڑی خوبی یہ ہے کہ جواب حقیقی، ایسی عمدگی اور مہند بانہ طور سے ہوتا ہے کہ ہر ایک صاحب حق کو اس سے تسلی ہو جاتی ہے۔" (۳۶)

رد عیسائیت میں مولانا کی مندرجہ ذیل کتب ہیں:

- ① **مراۃ الیقین:** یہ کتاب مولانا کی سب سے پہلی تالیف ہے۔ پادری عاد الدین کی کتاب "ہدایت اسلامیین" کا رد ہے۔
- ② **ترانے محاذی:** یہ کتاب ۱۸۷۸ء میں شائع ہوئی۔ پادری عاد الدین کی کتاب "لغہ طبری" کے جواب میں سے ہے۔ اس میں جہاد کا اسلامی تصور، نبوت محمدی کا ثبوت، عصمت انبیاء اور قرآن مجید کا توریت و انجیل سے ماخوذ نہ ہونا ثابت کیا ہے۔
- ③ **آئینہ اسلام:** یہ کتاب مولانا کے قیام حیدر آباد کے دوران ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئی۔ اس میں پادری صدر علی کے "نیاز نامہ" کا جواب ہے۔
- ④ **دفع تعلیقات:** طبع نامی کا پنور ۱۲۸۲ھ، صفحات ۲۷۱، پادری عاد الدین کی کتاب تعلیقات کے جواب پر مشتمل ہے۔
- ⑤ **پیغام محمدی:** مطبع رحمانیہ مخصوص پور ۱۳۰۸ھ، صفحات ۳۳۲، مولانا کی مشہور اور معرب کتاب الاراء کتاب ہے جسے مولانا رحمت اللہ کیر انوئی کی تالیف، اعجاز عیسوی یا اظہار الحق سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ یہ کتاب مولانا نے پادری نھا کر داس کی کتاب عدم ضرورت قرآن اور پادری صدر علی کے نیاز نامہ کے جواب میں لکھی ہے۔

مولانا سید محمد علی کی تالیفات کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ مسیحیوں کے معتقد آخذ کے حوالہ سے رد کرتے ہیں ان کا تاریخی مطالعہ اس موضوع پر بڑا وسیع معلوم ہوتا ہے۔ دوسری طرف ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ روایتیں پر ہی اکتفاء نہ ہو بلکہ اسلام کو ان کے سامنے لٹشیں اور علمی طریقہ پر پیش کیا جائے اور ثابت پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سامنے لا جائے۔ (۳۸)

### مولانا اشرف الحق صدیقی دہلوی (۱۸۶۷ء - ۱۹۳۶ء)

مولانا اشرف الحق دہلوی، معروف صورخ امداد صابری کے والد گرامی ہیں، وہی کے مجلہ چوڑیوالاں میں پیدا ہوئے۔ مولانا رحیم بخش سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اگرچہ ابتداء ہی سے مطالعہ مسیحیت اور مناظرہ میں دلچسپی تھی لیکن اپنے استاذ مولانا الطاف حسین حالی کے کہنے پر پہلے تعلیم کی تکمیل اور اس کے بعد مناظرہ شوک کی تسلیکین کا مشورہ دیا۔ چنانچہ مولانا اشرف الحق دارالعلوم دیوبند گئے وہاں مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا محمود الحسن اور مولانا سید احمد سے استفادہ کیا۔ دورہ حدیث مولانا شیداحمد گنگوہی سے کیا۔ (۳۹)

مولانا اشرف الحق کو زبانوں کی تحصیل سے خصوصی دلچسپی تھی۔ بچپن ہی میں ہندی اور سنکریت سیکھ لی مولانا عبدالحکیم افغانی سے پشتہ اور مولانا ابوالخیر سے ترکی زبان سیکھی۔ پادریوں سے گفتگو اور مطالعہ مسیحیت کے سلسلہ میں عبرانی اور یونانی زبانوں کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ ایک یہودی عالم سے مذکورہ دونوں زبانیں سیکھیں۔ (۴۰)

### مولانا کیرانویؒ سے استفادہ

۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء میں مولانا اشرف الحق پہلی بار بح کے لیے کمہ معظمه گئے وہاں پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی، اگرچہ ان کی میانائی زیادہ اچھی نہ تھی تاہم ان سے علمی استفادہ کیا اور مولانا نے انہیں مناظرہ کی باقاعدہ اجازت تحریری سند کی صورت میں دی۔

## پادریوں سے مناظرے

مولانا اشرف الحق نے پادریوں سے درج ذیل مناظرے کیے:

**مناظرہ غازی پور:** ۸ مارچ ۱۸۸۵ء کو پادری ای۔ بیڑک، پنچل مشن سکول غازی پور سے مناظرہ ہوا۔ موضوع گفتگو حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کی حقانیت تھا۔ (۲۱)

**مناظرہ دہلی :** کیمبرج سکول کے پادری جارج الفرد لیفڑے اور پادری پیلاشن سے ۱۸۹۱ء میں مناظرہ ہوا۔ باشکل کی تحریف، اور اختلافات مناظرے کے موضوع تھے۔

**مناظرات حیدر آباد:** ۱۸۹۲ء میں پادری ایم۔ جی گولڈ سمٹھ کے ساتھ مولانا اشرف الحق کو متعدد بار گفتگو کا موقع ملا۔

**مناظرہ پونہ :** ۱۸۹۳ء کو چرچ مشری کے پادری جی اسمال سے مولانا اشرف الحق کا مباحثہ ہوا، ابتدی تعلیم، الوبیت تعلیم، مناظرے کے موضوع تھے۔ (۲۲)

## تصنیف و تالیف

مولانا اشرف الحق کی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اولًا مناظروں کی رواداویں، ثانیًا مستقل بالذات تحریریں۔ پہلے حصے میں چار کتابیں ہیں۔

① مناظرہ غازی پور۔ اردو اور انگریزی میں الگ الگ شائع ہوا۔

② الجھ انجیل باثبات التعارض النبوة والتحریف فی الانجیل المعروف به مباحثہ دہلی، مطبع انصاری۔

③ حیدر آباد میں خدمت دینی، اکمل المطابع دہلی۔

④ برائین اللہیہ، المعروف بے مباحثہ پونا، اکمل المطابع دہلی۔

⑤ استیصال دین عیسوی، مطبع جلالی اللہ آباد۔

⑥ ترجمہ انجیل برناباس۔

⑦ تحفة البشیر لاعلاء کلمۃ البصیر المعروف بدینی مناظرہ ہنکنڈہ دہلی، ۱۸۹۲ء۔ (۲۳)

مولانا شاء اللہ امرتسری<sup>(۱۸۶۸ء۔۱۹۳۸ء)</sup>

ابوالوفاء مولانا شاء اللہ امرتسری نے دارالعلوم دیوبند اور کان پور سے علوم کی تکمیل کی۔

خود لکھتے ہیں:

”کان پور سے فارغ ہوتے ہی میں اپنے وطن پنجاب پہنچا، مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں کتب درسیہ نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا اس لیے ادھر ادھر سے ماحول کے نہ ہی حالات دریافت کرنے میں مشغول رہتا میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت مخالف بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ گروہ ہیں انہی دنوں قریب میں ہی قادیانی تحریک بھی پیدا ہو چکی تھی جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔“ (۲۴)

مولانا شاء اللہ امرتسری نے میسیحیت، آریہ سماج اور قادیانیت کی تردید میں اپنے قلم و زبان کو استعمال کیا۔ یہاں ان کے مطالعہ میسیحیت کا جائزہ لیا جاتا ہے، لکھتے ہیں:

”دورانِ تلاش سب سے پہلے قبل توجہ کتاب پادری مٹا کر داس کی ”عدم ضرورت قرآن“ پر پڑی جس کے جواب میں نے مقابل تلاش (تورات، انجیل اور قرآن) تحریر کی۔ علاوہ ازیں میں نے متعدد کتابیں ان کے جواب میں لکھیں جن کے مجموعے کا نام جوابات نصاری (مطبوعہ امرتسر ۱۹۶۰ء) ہے یہ کتاب پادری برکت اللہ کی تین کتب توضیح القرآن، میسیحیت کی عالمگیری اور دین فطرت کا جواب ہے۔“ (۲۵)

مولانا شاء اللہ کو تصنیف و تالیف کے علاوہ مباحثہ و مناظرہ سے خاص دلچسپی تھی وہ ابن تیمیہ کی کتاب اعقول کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”جو عالم اپنے زمانے کے ملحدین اور مبتدیین کو جواب نہ دے وہ عالم نہیں، یہی علم الكلام ہے۔“ (۲۶)

مسیحیوں سے آپ کے مندرجہ ذیل مناظرے مشہور ہوئے:

① مناظرہ لاہور: ۱۹۱۰ء میں پادری حوالا سنگھ سے مناظرہ ہوا۔ پادری موصوف نے اپنی شکست کا اعتراف کیا اور پورا ایک عیسائی خاندان مسلمان ہو گیا۔

② مناظرہ ہوشیار پور: ۱۹۱۶ء میں یہ مناظرہ بھی حوالا سنگھ سے ہوا۔

③ مناظرہ گوجرانوالہ: ۱۹۲۶ء میں پادری سلطان محمد پال سے مسئلہ تو حید پر ہوا۔

④ مناظرہ حافظ آباد: ۱۹۲۶ء میں پادری سلطان محمد پال مناظر تھے جب وہ بے بس ہو گئے تو پادری عبدالحق کو بلا یاد بھی مات کھا گئے مناظرہ کا موضوع تھا ”توحید اور الہیت مسح“۔

⑤ مناظرہ الہ آباد: ۱۹۳۵ء میں یہ مناظرہ بھی عبدالحق سے ہوا، موضوع الہیت مسح تھا اس نے مناظرہ میں یہاں تک کہہ دیا، ہم الہیت مسح کے قائل نہیں۔ (۲۷)

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

”اسلام اور پیغمبر کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا، اس کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدشہ خدمت میں انہوں نے عمر برکردی۔“ (۲۸)

### عبدالماجد دریا آبادی (م: ۷۷-۱۹۱۴ء)

مولانا عبدالمadjد کی نظر مذاہب عالم پر جس قدر گہری تھی اس کا اندازہ ان کی اردو/ انگریزی تفاسیر سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ مستشرقین میں سے بعض قرآن اور مسبق صحف یعنی تورات و انجلی کے بعض مشترک اور ممالی مضامین دیکھ کر تعصّب یا تائیج کی بنیاد پر یہ فیصلہ کر دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے عیسائی پادریوں اور یہودی را ہبوں سے کتب قدیم کے قصص اور مضامین سن کر قرآن سن جید میں اضافہ کر لیے ہیں گویا قرآن کا بیشتر مواد ماخوذ ہے ان کی نگاہ اس پر نہ جائی کہ کتب سابقہ اور قرآن میں اشتراک مضامین اگر بعض جگہ ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ کتب سماوی کامیح اور سرچشمہ مشترک ہے علاوہ ازاں اس قصص میں باہمی اختلاف بھی کم نہیں۔

مولانا عبدالماجد نے ایسے مضمایں قرآن کے دو شہنشاہی عہد نامہ جدید و قدیم کے حوالے دے کر ایسے مضمایں کے اختلاف کو الٹ شرح کیا ہے اور بتایا ہے کہ محرف کتب سادا یہ کو قرآن کے ثابت و صحت مند کلام سے کوئی نسبت نہیں اس سے جہاں قرآن کی صداقت تامہ ثابت ہوتی ہے۔ وہیں یہودیت و عیسائیت کی تحریفات بھی بے نقاب ہوتی ہیں اور اسلام کا نقش دل میں اور گھر اہوتا چلا جاتا ہے۔

مولانا دریا آبادی نے تاریخی حیثیت سے فصص القرآن کی صحت ثابت کی ہے جیوں انسان کو پیدا کرنا اور انہیں کی روایات پر تقدیم کر کے دوسرا تحقیقات کو ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فصص قرآنی کی واقعیت کو دکھایا ہے۔

سورۃ الاعراف میں جہاں انبیاء سالقین کے تذکرے ہیں۔ ان کی تفسیر میں مولانا نے تحقیق کا اعلیٰ ترین معیار قائم رکھتے ہوئے قرآن کریم کی بیان کردہ تفصیل کو صحت سے ثابت کیا ہے۔ (۲۹)

مذکورہ بالا متنگذمین کے علاوہ سر سید احمد خان (م: ۱۸۹۸)، مولانا عنایت رسول چڑیا کوئی (م: ۱۹۰۱) اور مولانا محمد ادریس کانڈھلوی (م: ۱۹۷۳) نے بھی مسیحی علم الکلام پر قابل قدر بحثیں پیش کی ہیں۔

# حوالہ جات و حواشی

- ۱۔ تو مارسول (اعمال: ۱۲:۱) تکی مورخین کے مطابق ۲۸ نومبر آئے، چار سال پہلے تمیزیری کام کیا۔ ۹۲ء میں دراس کی پہاڑیوں پر انہیں شہید کر دیا گیا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: برکت اللہ، آرج ڈیکن صلیب کے ہراول، پنجاب ریجیسٹر سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۱۹۵۸ء، حصہ دوم، ص ۱۰۲
- ۲۔ دربار اکبری میں تین مسیحی دفوں بالترتیب ۱۵۹۲ء، ۱۵۹۳ء، ۱۵۸۰ء میں آئے، مزید دیکھیے:
- Edward, Maclagan, The Jesuits and the great mughal London, 1932, p23.
- ۳۔ بدیونی، عبدالقدور، منتخب التواریخ، بلکت، ۱۸۲۹ء، ج ۲، ص ۲۶۹، نیز ملاحظہ ہو: محمد اسلم، دین الہی اور اس کا پس منظر، ندوۃ المصنفین (طبع اول)، دہلی ۱۹۶۹ء، ص ۱۷۲
- ۴۔ برکت اللہ، آرج ڈیکن، مغایر سلطنت اور سیاست، پنجاب ریجیسٹر سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۱۹۵۸ء، ص ۲
- ۵۔ محمد میاں، سید، علماء ہند کا شاندار ماضی، مکتبہ رشید یار کراچی ۱۹۹۲ء، جلد ۲، ص ۱-۳
- 6- The Indian War of Independance, p51,52.
- ۷۔ داس، ایس۔ کے، پادری، تاریخ کلیساۓ پاکستان، بارسوم، جے۔ ایس جیلی کیشنز، فیروز پور روڈ، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۸۵۔
- ۸۔ گارسون دنیا، خطبات، مولوی عبد الحق، مترجم، انہمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی ۱۹۷۲ء، حصہ دوم، ص ۶۰۔
- ۹۔ احمد خان، سرید، اسباب بغاوت ہند، بارودم، اردو اکیڈمی، سندھ، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص ۱۲۷
- ۱۰۔ ابوحنون علی ندوی، مولانا رحمت اللہ کیر انوی، مجلہ البعث الاسلامی، (لکھنؤ) عدد ۹، جادی الآخر ۱۳۹۹ھ ص ۵۶۔
- ۱۱۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: فائزہ، سی، جی، میزان الحق، بارودم، پنجاب ریجیسٹر سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۱۹۲۲ء، صفحات ۳۳۲، ۳۳۶، ۳۰۲، ۳۰۸، ۱۸۷۳ء، عاد الدین پانی پی، تحقیق الایمان، طبع اول، مطبخ آفتاب پنجاب لاہور، ۱۸۶۶ء، ص ۳۵-۳۷
- ۱۲۔ علامہ اکثر خالد محمود نے مذکورہ کتاب کو لاہور سے جدید انداز میں شائع کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں خیم مقدمہ تحریر کیا ہے جو سیاست کی تاریخ، کتب مقدس کے ناقدانہ جائزہ پر مشتمل ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: موبہانی، آل حسن سید، کتاب الاستفسار، دارال المعارف اردو بازار، لاہور
- ۱۳۔ نسخہ مصدر، (مقدمہ)

- ۱۵۔ نقش مصدر، ص ۱۲، ۱۳ء۔
- ۱۶۔ محمد سعید، مغربی زبانوں کے ماہر علماء، ادارہ تحقیق لاهور، ۱۹۹۳ء، ص ۸۲۔
- ۱۷۔ ملاحظہ ہو: وزیر خاں، اکبر آبادی، ڈاکٹر، مباحثہ نہیں، مطبع منعمی، اکبر آباد، ۱۲۷۰ھ، وزیر خاں، اکبر آبادی، خطوط، مطبع نورافشاں، آگرہ، ۱۸۵۲ء۔
- ۱۸۔ مولانا رحمت اللہ کیر انوی کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: محمد سعید، مولانا ایک مجاہد معمار، دفتر مدرسہ صولتیہ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۲، مکہ معظمہ، احمد اصابری، آثار رحمت، حوالہ مذکور۔
- ۱۹۔ پادری فائز کے حالات کے لیے دیکھیے: ایس۔ کے۔ داس، تاریخ کلیساۓ پاکستان، حوالہ مذکور، ص ۱۸۲، ۱۸۳ء، غلام حکیم الدین ہمید، پادری سی۔ جی۔ فائز، ذکر و فکر (دہلی) ۵: ۲، ۱۹۸۸ء، ص ۸۲-۹۰۔
- ۲۰۔ Powell, A.A, Maulana Rahmat Allah Kairavi and Muslim, Christian Controversy in India in the Mid. 19th Century, J.R.S.A. 1976.
- ۲۱۔ وزیر الدین بن شرف الدین، الحجت الشریف فی اثبات الحج و الحجیف، المطابع، دہلی، ۱۲۷۰ء، ص ۱۸، ۱۹ء۔
- ۲۲۔ مناظرہ اکبر آبادی تفصیل کے لیے دیکھیے: وزیر الدین بن شرف الدین، الحجت الشریف فی اثبات الحج و الحجیف، حوالہ مذکور، اکبر آبادی، عبد اللہ، سید (مرثیہ) مباحثہ نہیں (حصہ اول) مطبع منعمی اکبر آباد، ۱۲۷۱ھ، مکاوی، عبد القادر، المناظرۃ الکبری، المطابع الصفا بکہ، الریاض: ۱۹۳۱ھ۔
- ۲۳۔ کیر انوی، رحمت اللہ، ازالۃ الاوہام، مطبع سید المطابع، شاہجہان آباد، دہلی، ۱۹۲۹ھ۔
- ۲۴۔ کیر انوی، رحمت اللہ، مولانا، اعجاز عسوسی، (پیش لفظ، از محمد تقی عثمانی) ادارہ اسلامیات، لاہور (س۔ ن) ص ۱۰۔
- ۲۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: کیر انوی، رحمت اللہ، مولانا، ازالۃ المکوک، مطبع احسن المطابع، مدراں، ۱۳۲۶ھ۔
- ۲۶۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: کیر انوی، رحمت اللہ، مولانا، اظہار الحق، الادارة العامة للطبع والترجمة، الریاض، ۱۹۳۰ھ، باہل سے قرآن تک (ترجمہ) دارالعلوم کراچی، ۱۹۹۲ء۔
- ۲۷۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، حضرت مولانا رحمت اللہ کیر انوی کی کتاب اظہار الحق اور اس کا اردو ترجمہ، ماہنامہ البلاغ، (کراچی) ۳: ۲۷، ۱۹۹۲ء، ص ۲۰۔
- ۲۸۔ ندوی، ابو الحسن علی، سید، اظہار الحق اور اس کے مؤلف حضرت مولانا کیر انوی۔ ذکر و فکر (دہلی) حوالہ مذکور ص ۲۳۔
- ۲۹۔ محمد اکرم، شیخ، موج کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۱۵۔
- ۳۰۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: نانوتوی، محمد قاسم، گلشنگوئی، نہیں اور واقعہ میلی خدا شناسی، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۲۲ھ۔
- ۳۱۔ ملاحظہ ہو: مباحثہ شاہجہان پور بہار، ۱۹۱۲ء، مطبع مجتبائی، دہلی۔
- ۳۲۔ راہی، اختر، سیدنا صرالدین ابوالحسن صور دہلوی اور سعیجی، مسلم مناظراتی ادب، عالم اسلام اور عیسائیت (اسلام آباد) ص ۹۔

- ۳۳۔ ایضاً، ص ۱۰، ۱۱۔
- ۳۴۔ عقائد الاسلام مع حیات حقانی، ص ۱۱، ۱۲۔
- ۳۵۔ مظفر اقبال، سید، علماء بر صیر اور مطالعہ مسیحیت، مولانا سید محمد علی مونگیری، عالم اسلام اور عیسائیت (اسلام آباد) ۲:۵، ۲۔
- ۳۶۔ فروری ۱۹۹۵ء ص ۱۲، ۱۳۔
- ۳۷۔ کانپوری، مولا بخش، مرا اسلام نہ تھی، مطبع نامی کانپور، ۱۹۸۸ء ص ۳۔
- ۳۸۔ عبد الحق، مولوی (مرتب) قاموس الکتب (اردو) انگریز ترجمہ اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۸۲۱، ۸۲۰۔
- ۳۹۔ مظفر اقبال، سید، علمائے بر صیر اور مطالعہ مسیحیت، مولانا سید محمد علی، مونگیری، حوالہ مذکور، ص ۱۳، ۱۲۔
- ۴۰۔ صابری، احمد، مولانا، آثار رحمت، حوالہ مذکور، ص ۳۹۲، ۳۹۳۔
- ۴۱۔ ایضاً، ص ۳۹۲، ۳۹۳۔
- ۴۲۔ اختر راهی، علمائے بر صیر اور مطالعہ مسیحیت، مولانا اشرف الحق، دہلوی، عالم اسلام اور عیسائیت (اسلام آباد) ۵:۵، ۸۔
- ۴۳۔ اگست ۱۹۹۵ء، ص ۱۷۔
- ۴۴۔ احمد صابری، آثار رحمت، حوالہ مذکور، ص ۳۰۱، ۳۰۰۔
- ۴۵۔ ایضاً، ص ۳۰۲۔
- ۴۶۔ عراقی، عبدالرشید، تذکرہ ابوالوفاء، ندوۃ الحمد شین اسلام آباد، گوجرانوالہ، ۱۹۸۲ء، ص ۶۵۔
- ۴۷۔ اختر راهی، مولانا شاء اللہ امرتسری اور مطالعہ مسیحیت، ماہنامہ، عالم اسلام اور عیسائیت (اسلام آباد) ۲:۳، مارچ ۱۹۹۲ء، ص ۵۔
- ۴۸۔ راز، محمد اکو، فتاویٰ شائیہ، ادارہ ترجمان اللہ، لاہور، ۱۹۷۲ء، ج ۱، ص ۲۵ (دیباچہ)
- ۴۹۔ عراقی، عبدالرشید، تذکرہ ابوالوفاء، حوالہ مذکور، ص ۳۰۔
- ۵۰۔ ندوی، سلیمان سید، مولانا شاء اللہ امرتسری، ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) ۵:۲۱، ۱۹۳۸ء، یاد رفتگان، کراچی، ص ۱۹۵۵ء۔
- ۵۱۔ ندوی، عبداللہ عباس، ذاکرہ تفسیر ماجدی (انگریزی) کا ایک مطالعہ، ذکر ماجد، جنوری ۱۹۸۱ء ج ۱، ص ۳۶۔